رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَاءُ ۔ عَسٰۤی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا

روزنامہ

الفضل

لاہور - پاکستان

یوم چہارشنبہ

شرح چندہ
سالانہ ۲۱ روپے
ششماہی ۱۱
سہ ماہی ۶
ماہوار ۲½
فی پرچہ ۱؍

جلد ۲ | ۱۵ تبوک ۱۳۲۷ ہش | ۱۳ ذیقعد ۱۳۶۷ھ | ۱۵ ستمبر ۱۹۴۸ء | نمبر ۲۰۹

اخبار احمدیہ

لاہور ۱۴ ماہ تبوک: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کے پاؤں میں درد کی شکایت ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت حضرت تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

جناب شیخ روشن الدین صاحب تنویر کا حال بیمار ہیں طبیعت نسبتاً زیادہ خراب ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

خواجہ ناظم الدین پاکستان کے قائمقام گورنر جنرل بنا دیئے گئے

حلف اٹھانے کی سادہ اور موثر رسم کی ادائیگی

کراچی ۱۴ ستمبر۔ آج شام کراچی میں مشرقی بنگال کے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین نے پاکستان کے قائمقام گورنر جنرل کے عہدے کا حلف اٹھایا۔ یہ تاریخی رسم دربار ہال میں سادہ اور موثر طریق پر ادا کی گئی۔ چار بجنے سے کچھ ہی دیر بعد تلاوت قرآن مجید سے اس پروقار رسم کا آغاز ہوا۔ جو مولانا شبیر احمد عثمانی نے کی۔ اس کے بعد حکومت پاکستان کے سیکرٹری جنرل مسٹر محمد علی نے ملک معظم کا وہ اعلان پڑھ کر سنایا۔ جو اس عہدے پر خواجہ ناظم الدین کے تقرر کی منظوری پر مشتمل تھا۔ اس موقعہ پر بیرونی ممالک کے سفارتی نمائندے وزیر اعظم مسٹر لیاقت علی خان مرکزی کابینہ کے وزراء۔ سندھ کی صوبائی وزارت کے ارکان ہائی کورٹ کے جج اور مجلس دستور ساز کے ممبر موجود تھے۔ حلف اٹھانے کے بعد قائمقام گورنر جنرل خواجہ ناظم الدین دربار ہال سے باہر تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے گارڈ آف آنر کا معائنہ فرمایا۔ جب آپ معائنہ فرما رہے تھے۔ تو آپ کے اعزاز میں ۳۱ توپیں سر کی گئیں۔ معائنہ سے فارغ ہو کر آپ عمارت میں واپس تشریف لائے۔ اور گورنر جنرل کا جھنڈا بلند کیا۔ جھنڈا تھوڑی دیر بعد ہی قائد اعظم کے سوگ میں پھر سرنگوں کر دیا گیا۔ بعدہ سفارتی نمائندوں کا آپ سے تعارف کرایا گیا۔ آپ کل ساڑھے آٹھ بجے رات قوم کے نام اردو میں ایک پیغام نشر فرمائیں گے۔

قائد اعظم کی فاتحہ خوانی

ایک لاکھ اشخاص شریک ہوئے

کراچی ۱۴ ستمبر۔ آج صبح گورنر جنرل ہاؤس میں قائد اعظم کی قل کی رسم ادا کی گئی۔ پاکستان بھر میں گھروں میں اور عام مقامات پر قرآن پاک کی تلاوت کی گئی۔ خواجہ ناظم الدین مسٹر لیاقت علیخان مرکزی حکومت اور سندھ کی صوبائی حکومت کے وزراء کے علاوہ اسلامی ممالک کے سفیروں نے بھی شرکت کی۔ فاتحہ خوانی کی رسم میں تقریباً ایک لاکھ سے زیادہ مسلمانوں نے حصہ لیا۔ اور دور دور تک آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔ آج بھی کراچی میں مکمل ہڑتال رہی۔ اور کاروبار بالکل بند رہا۔

ہندوستان میں ہنگامی صورت حال کا اعلان مسلمانوں کی دھڑا دھڑ گرفتاریاں

حیدر آباد میں ایک ہزار ہندوستانی سپاہی موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے

حیدر آباد ۱۴ ستمبر: حیدر آباد میں ہر محاذ پر ہندوستانی فوجوں کے ابتدائی حملے کی یلغار کو روک دیا گیا ہے۔ اور تمام مورچوں پر شدید قسم کی دست بدست لڑائی ہو رہی ہے۔ حکومت حیدر آباد کی وزارت دفاع کا ایک اعلان مظہر ہے کہ آصفی فوجیں محاذ پر دشمن کا بڑی بے جگری سے مقابلہ کر رہی ہیں۔ اور تمام محاذوں پر دشمن کے ایک ہزار سپاہیوں کو موت کے گھاٹ اتار چکی ہیں

یاد رہے ہندوستانی فوجیں پیر کے روز صبح چار بجے سے اعلان جنگ کئے بغیر حیدر آباد کی ریاست میں تین اطراف سے داخل ہوئی تھیں۔ یعنی شمال مشرق میں چاندہ مقام سے۔ جنوب میں شولاپور اور جنوب میں بنرواڑہ سے ہندوستانی فوجوں کا دعویٰ ہے وہ بعض مقامات پر قبضہ کر چکی ہیں جنہیں تلجاپور ناکالو اور تل ڈیگ شامل ہیں نیز انہوں نے دولت آباد پر قبضے کا بھی دعویٰ کیا ہے جو شمال مغرب میں اورنگ آباد سے ۸ میل کے فاصلہ پر ہے۔

حیدر آباد کی فوجوں نے بمبئی اور مدراس کی درمیانی ریلوے لائن پر سرنگیں بچھا دی ہیں اور تمام بھدی ٹرکوں کو ناقابل استعمال بنانے کیلئے توڑ پھوڑ دیا ہے اور جنوب میں تنگ بھدرا سے دس میل ہندوستانی فوجیں روک لی ہیں جہاں گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے۔ ہندوستان میں اندرونی گڑبڑ کے خطرے کے پیش نظر ہنگامی صورت حال کا اعلان کر دیا گیا ہے اور دھڑا دھڑ مسلمانوں کو گرفتار کیا جا رہا ہے چنانچہ آج احمد آباد میں ۹۴ شولاپور میں ۶۰ اور سورت میں ۳۰ اور پونا میں ۱۰ مسلمانوں کو گرفتار کیا گیا۔

کشمیر کمیشن کے ممبران کی راولپنڈی میں آزاد کشمیر کے حکام سے ملاقات

راولپنڈی ۱۴ ستمبر۔ اتحادی قوموں کے ہندوستان پاکستان کمیشن کے تین ممبران آج تیسرے پہر بذریعہ ہوائی جہاز نئی دہلی سے راولپنڈی پہنچے۔ ان میں کمیشن کے صدر مسٹر جے کے ہڈل (امریکہ) اور بلجیئم کے نمائندے مسٹر ہگبرٹ گریفے بھی شامل ہیں۔ آزاد کشمیر روانہ ہونے سے قبل یہ نمائندے تین دن راولپنڈی میں ٹھہریں گے۔ آج شام وہ حکومت آزاد کشمیر کے حکام اعلیٰ چوہدری غلام عباس اور صدر سردار ابراہیم سے ملاقات کر رہے ہیں۔

صدر ٹرومین کیطرف سے

قائد اعظم کو خراج عقیدت

واشنگٹن ۱۴ ستمبر۔ پاکستان کے وزیر اعظم مسٹر لیاقت علی خان کے نام امریکہ کے صدر ٹرومین کی طرف سے حسب ذیل پیغام تعزیت موصول ہوا ہے۔

مجھے پاکستان کے گورنر جنرل قائد اعظم محمد علی جناح کی غیر متوقع وفات کی خبر سنکر بہت رنج ہوا۔ آج سے کچھ عرصہ پہلے انہوں نے پاکستان کا جو خواب دیکھا تھا۔ اپنی ان تھک کوششوں سے انہوں نے حقیقت میں تبدیل کر دکھایا وہ پاکستان کے بانی اور دنیا بھر کی سب سے بڑی اسلامی مملکت کے بابائے ملت تھے۔ مسٹر جناح کو اپنی قوم میں ہر دلعزیزی کا جو مرتبہ حاصل تھا۔ وہ بہت کم لوگوں کو دنیا میں نصیب ہوا ہے۔ ان کی قوم کا دل بے پناہ محبت کے جذبات سے بھرا ہوا تھا اور وہ ان کے حکم کی تعمیل کے لئے ہر وقت تیار نظر آتی تھی

یہ حادثہ خاص طور پر اس لئے بہت ہی المناک ہے کہ مختصر سے عرصہ میں پاکستان اور ہندوستان کی دو بڑی قومیں اپنے جلیل القدر لیڈروں کی قیادت سے محروم ہو گئی ہیں۔ دونوں لیڈر ادنیٰ حالت سے اوج کمال پر پہنچے انہوں نے لوگوں کے دلوں پر اپنی محبت اور قابلیت کا سکہ جمایا۔ ان کے رحلت کر جانے سے دنیا ایک زبردست کمی محسوس کرتی ہے۔ مجھے کامل اعتماد ہے کہ قائد اعظم کے بنائے ہوئے اصول آئندہ بھی پاکستان کی حکومت اور عوام کے لئے مشعل راہ کا کام دیتے رہیں گے۔

میری طرف سے اور تمام امریکہ کے لوگوں کیطرف سے دلی تعزیت قبول فرمایئے اور پاکستان کے عوام کو ان کے صدمہ میں ہماری طرف سے دلی ہمدردی اور شرکت غم کا پیغام پہنچا دیں (دستخط)

پرنٹر و پبلشر عبد الحمید بی اے ایل ایل بی نے گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور سے چھپوا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا گیا

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

روزنامہ الفضل

۱۵ ستمبر ۱۹۴۸ء

آزمائش اور امتحان کا دور

واقعی صعوبتیں ایک ایک کر کے نہیں آتیں [illegible]۔ دورِ امتحان کے اس نازک مرحلے پر ہمیں جس وجود کی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔ وہ بھی ہم سے چھین لیا گیا۔ یعنی ہمارے محبوب قائداعظم چل بسے۔ عالم اسلام کا نیّر درخشاں غروب ہو گیا۔ پاکستان کی ڈگمگاتی ہوئی کشتی کا ناخدا۔ ایسے وقت میں ہم سے جدا ہو گیا۔ جبکہ ہر طرف داخلی و خارجی مخالفت نے ایک تلاطم برپا کر رکھا ہے۔ وہ چراغ جو آج تک باطل کے تند و تیز جھکڑوں میں بھی ملت اسلامیہ کے راہ چلنوں کی راہ نمائی کرتا رہا بالآخر گل ہو گیا۔ امت مسلمہ کے اس بطل حریت کو جو مشکلات کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ہمیشہ منزل کامرانی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اور دشمنانِ اسلام کی پیہم مخالفتیں اور رقابتیں جسے ذرہ بھر بھی مرعوب نہ کر سکیں۔ افسوس صد ہزار افسوس کہ موت نے اسے اپنے مزعومہ پروگرام کی تکمیل دیکھنے کی مہلت نہ دی۔

قائداعظم کی وفات حسرت آیات کی جانگداز خبر ایک برق صاعقہ بار تھی جو گری اور توقعات و امکانات کا قصرِ رنگین آن کی آن میں منہدم ہو کر گرتا نظر آنے لگا۔ دل اور دماغ ایک بھیانک قسم کے ڈگمگاتے ہوئے تجسس میں کھو گئے۔ جس کے تیرہ و تار ماحول میں پاکستان کی نوزائیدہ مملکت کے اندرونی اور بیرونی دشمنوں کے سائے صاف دکھتے ہوئے آنے لگے۔

زندگی کی اس سے بڑھ کر سوگواری اور کیا ہو گی کہ وہ زندگی بخش ایسے وقت میں ہم سے جدا ہو گیا۔ جبکہ زندگی پانیوالوں کو ابھی پوری طرح جینے کا قرینہ بھی نہ آیا تھا۔ لیکن اس سوگواری کا یہی رخ قابل توجہ نہیں کہ ہم الم و یاس کو اپنی کوششوں پر اس قدر مسلط ہونے کی اجازت دے دیں کہ وہ ہمارے بلند عزائم کو شل کر دیں۔ بلکہ ایک روشن رخ یہ بھی ہے کہ ہم اس جسدِ فانی کے پائدار اور نہ فنا ہونے والے کارناموں کی طرف دھیان دیں۔ اس کے ارشادات عالیہ کو قندیل راہ بنا کر منزل کامرانی پر گامزن ہوں اور اس کے چھوڑے ہوئے کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے سر دھڑ کی بازی لگا دیں۔

یہ سچ ہے کہ ہم ابھی خام کار ہیں اور دشمن ہر رخ سے یورش کر کے ہماری آبرو کو صدمہ پہنچانے کی جد و جہد میں کوشاں ہے۔ لیکن قائداعظم کی دکھائی ہوئی شاہراہ موجود ہے صداقت۔ دیانت اتحاد اور محنت شاقہ کی شاہراہ۔ جس پر قدم زن ہونے کے فوائد سے بھی ہم بہت حد تک متمتع ہو چکے ہیں۔ پھر الم و یاس ہمارے بلند ارادوں کا احاطہ کیوں کریں۔ یقیناً یہ دور سخت امتحان اور آزمائش کا دور ہے لیکن ہمارے حوصلے بلند ہیں اور بہادر قومیں ہمیشہ خندہ پیشانی ہی سے مصائب کا مقابلہ کیا کرتی ہیں۔

آئیے ہم صداقت و دیانت سے متحد ہو کر دشمن کے مقابلے میں بنیانٌ مرصوص بن جائیں ہم میں سے ہر شخص اپنے آنسو پونچھ کر اٹھے۔ اور دوسروں کے دلوں کی ڈھارس بندھا کر انہیں آنے والے خطرات سے ہوشیار کرے یہ وقت المناکیوں کو در آنے کی اجازت دینے کا نہیں مردانہ وار آلام و مصائب کو جھیلتے ہوئے آگے بڑھنے کا ہے یہ حقیقت ہے کہ قائداعظم کی رحلت کوئی ایسا داغ نہیں جسے آنسوؤں سے دھویا جا سکے یہ کوئی ایسا حادثہ نہیں جسے جلد بھلایا جا سکے دنیا و جہاں کی آنکھیں اس پر ہمیشہ ماتم کے آنسو بہاتی رہیں گی۔ لیکن صرف آنسو بہانا ہی قائداعظم کی روح کو خوش نہ کر سکیگا۔ اور نہ یہ آنسو بہانا ہماری اس نوزائیدہ مملکت کیلئے ہی فائدہ مند ثابت ہو سکے گا۔ بلکہ دو چار دن رو دھو کر اس صاحب عزم کے عزم بلند کو بھول جانا جس کیلئے وہ مرد باعمل آج تک برسرپیکار رہا اس کے محبوب مقصد سے انحراف پہلو تہی بلکہ غداری ہو گی۔ آئیے ہم اس غداری کے شائبے تک کو اپنے دل اور دماغ میں گھر نہ کرنے دیں۔ اور اس مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں ہمہ تن مصروف ہو جائیں جسے ہمارے محبوب قائداعظم ادھورا چھوڑ کر چل دیئے۔ یہی ایک ذریعہ ہے قائداعظم کی روح کو خوش کرنے کا اور یہی ایک طریق ہے جس سے ان کی روح کو سکون اور طمانیت میسر آ سکتی ہے۔

قائداعظم کے ارشادات کس قدر واضح اور معنی خیز ہیں۔ آئیے ہم ان میں اپنے مغموم دلوں کے لئے ڈھارس اور اپنے تھکے ہوئے ارادوں کے لئے نئی مستعدی نیا عزم اور نیا حوصلہ تلاش کریں۔

"پاکستان حاصل کرنا میرا کام تھا اب آپ کا فرض ہے کہ اس کی تعمیر کریں۔ اور اسے قائم رکھیں۔

ہمارے حوصلے بلند ہیں۔ بہادر قومیں خندہ پیشانی سے حالات کا مقابلہ کیا کرتی ہیں ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ فتح و نصرت ہمارے قدموں میں ہے۔"

قائداعظم کا وجود واقعی ایک ایسا نقطۂ مرکزیہ تھا۔ جس پر ہر کہ ومہ کو اعتماد اور یقین کامل تھا۔ یہی وہ بارگاہ تھی جس سے صادر ہونے والا حکم ملت کے ہر فرد کو تمام اکڑ فوں اور رنجشیں ترک کر دینے پر مجبور کر دیا کرتا تھا اور یہی وہ صاحب عزم بلند تھا۔ جس سے بڑے سے بڑے سازشی کی کور دب جاتی تھی۔ لیکن اب جبکہ وہ مرد باہمت ہم میں نہیں رہا۔ ممکن ہے۔ اس نئے خلاء کو دیکھ کر فتنہ پسند ایک بار پھر کروٹ لیں اور ہماری مشکلات میں اضافہ کر کے ہمارے اتحاد میں رخنہ ڈالنے اور ہمیں صداقت و اتحاد کی صراطِ مستقیم سے بھٹکانے کی کوشش کریں لہذا ہمیں پہلے سے زیادہ ہمت۔ پہلے سے زیادہ مستعدی اور پہلے سے کہیں زیادہ متحد ہو کر ان مصائب کا مقابلہ کرنا اور ان ریشہ دوانیوں کو مٹانا ہو گا۔ تاکہ دشمن کو ہماری اس محبوب متاع "پاکستان" پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہو سکے۔ (ثاقب زیروی)

وزرائے پاکستان کا عزم

قائداعظم کی وفات حسرت آیات کے بعد ملت اسلامیہ کے نام پیغام نشر کرتے ہوئے پاکستان کے وزیر اعظم مسٹر لیاقت علی خاں نے کہا۔ میں نے اور حکومت کے دوسرے وزراء نے آج سے اپنی زندگیوں کو پاکستان کی خدمت کے لئے وقف کر دیا ہے۔ اور ہم خدا تعالیٰ کے سامنے وعدہ کرتے ہیں۔ کہ ہمت اور عزم کے ساتھ اس اہم کام کو جاری رکھینگے۔

وزیر اعظم نے فرمایا آج ہماری ملت پر امتحان کا وقت ہے۔ لہذا میں سب سے یہی درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنے آپ پر مایوسی کو مسلط نہ ہونے دیں آپ نے کہا آج ہمارے محترم اور محبوب قائداعظم ملت اسلامیہ کو داغ مفارقت دے گئے ہیں۔ لیکن میں رنج و الم کی اس گھڑی میں ہر پاکستانی سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے آپ پر مایوسی کو مسلط نہ ہونے دے بلکہ دل کو مضبوط اور ارادے کو پختہ کر کے زندگی کو پاکستان کی خدمت کیلئے وقف کر دے۔

آپ نے کہا مجھے ذرا شبہ نہیں کہ تاریخ میں قائداعظم کا شمار دنیا کی عظیم ترین ہستیوں میں ہو گا۔ دنیا میں بہت کم شخصیتیں ایسی ہیں جنہیں یہ نصیب ہوا ہو کہ وہ عظیم الشان کام کو ہاتھ میں لیں اور زندگی میں اسے پروان چڑھتے دیکھیں۔

لندن میں یادگار دعا

لندن ۱۳ ستمبر۔ کل لندن میں قائداعظم جناح کی یاد میں ایک دعا میں مختلف قوموں کے مسلمانوں نے شرکت کی۔ صدارت کے فرائض لندن میں پاکستان آفس کے افسر تعلقات عامہ بریگیڈیئر سعید الدین نے سر انجام دئے۔ اور ایک انگریز مسلمان مسٹر ایچ۔ ار اسکرائیلائسر نے تلاوت قرآن پاک کر کے کاروائی شروع کی۔

ان کے بعد امام مشتاق احمد باجوا نے تقریر کی۔ اور کہا کہ قائداعظم جناح کی وفات نہ صرف پاکستان بلکہ ساری دنیا کیلئے ایک ہمت آفرین حادثہ ہے۔

امام صاحب موصوف نے کہا کہ "ان کے عزم اور خدا تعالےٰ پر انکے اعتماد کی وجہ سے پاکستان وجود میں آیا۔ اور تمام دنیا کے مسلمان سب سے بڑی اسلامی حکومت قائم کر چکے کی وجہ سے ان کے مرہون منت ہیں قائداعظم نے جس چیز (اتحاد اور وحدت) کو حاصل کرنے کے لئے جد وجہد کی تھی ہمیں چاہیئے کہ ہم اسے برقرار رکھنے کی سعی کریں۔"

لاہور ہائی کورٹ کے وکیل مسٹر اسد اللہ خاں نے امام مشتاق احمد باجوا کی پیش کردہ قرارداد کی تائید کی جو متفقہ طور پر منظور ہو گئی۔ تجویز درج ذیل ہے:۔

"لندن میں احمدی باشندے پاکستان کے افسوسناک دلگداز اور بے وقت وفات پر اپنے رنج و ملال کا اظہار کرتے ہیں۔ ہمیں حقیقی مسلمانوں کی طرح سے اس ناقابل تلافی نقصان کو برداشت کرنا چاہیئے۔ اور خدا سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ پاکستان کو محفوظ رکھے۔ اور وہ دنیا کی قوموں میں اپنا مناسب مقام حاصل کر سکے۔ (اسٹار)

شامی خراج عقیدت

لندن ۱۳ ستمبر آج صبح لندن میں شامی قونصل خانہ سے جاری کردہ ایک بیان میں کہا گیا کہ شام کے وزیر مختار ڈاکٹر یعقوب بے الاحنازی نے قائداعظم کے دلدوز اور ناقابل تلافی نقصان پر اپنے دلی رنج و ملال کا اظہار کرنے کیلئے پاکستان ہائی کمشنر سے ملاقات کی۔

بیان مذکور میں مزید کہا گیا کہ "وزیر موصوف نے کہا کہ اس رنج میں تمام دنیائے اسلام شریک ہے وزیر موصوف نے قائداعظم کے ساتھیوں کی جنہیں سے کئی ان سے ذاتی طور پر واقف ہیں پاکستان کے افسوس ناک کام کو چلانے کی اہلیت پر اعتماد کا اظہار کیا گیا۔" (اسٹار)

خطبہ جمعہ

(خطبہ نمبر [illegible])

ہمیں اسوقت خصوصیت سے دعاؤں کی ضرورت ہے کیونکہ ہم اپنے مقدس مقام سے نکالے گئے ہیں

ہماری جماعت پر فرض ہے کہ وہ ہر جائز اور ممکن ذریعہ سے قادیان واپس لینے کی کوشش کرے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۳۰ جولائی ۱۹۴۸ء بمقام مسجد احمدیہ کوئٹہ

مرتبہ سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت قرآنی کی تلاوت کی

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ

اس کے بعد فرمایا۔

ہم رمضان کے آخری عشرہ میں داخل ہو چکے ہیں غالباً آج تیئیسواں ۲۳ روزہ ہے اگرچہ

ہمارا روزہ

آج بائیسواں ہے مگر یوں روزہ تیئیسواں ہے۔ ہمارے ملک میں رواج ہے۔ کہ لوگ رمضان بھی ایک دن پہلے کرنا چاہتے ہیں۔ اور عید بھی ایکدن پہلے کرنا چاہتے ہیں۔ حساب تو وہی ہو جاتا ہے۔ صرف شوق ہی ہوتا ہے۔ وہ بعض لوگوں میں تو یہاں تک رواج ہے کہ خواہ چاند نہ ہی نکلا ہو وہ زبردستی ایک روزہ زیادہ کر لیتے ہیں۔ مگر اس دفعہ جن لوگوں نے پہلے روزہ رکھا تھا۔ وہ حق پر تھے۔ اور جنہوں نے ایکدن بعد میں روزہ رکھا ہے۔ وہ غلطی پر تھے ہمارے لوگوں نے کوشش تو کی لیکن وہ چاند کو دیکھ نہ سکے مگر چاند نے یہ بتا دیا ہے کہ پشاور والے جنہوں نے ایکدن پہلے روزہ رکھا تھا۔ وہ حق بجانب تھے۔ ہمارے حساب سے جو چودہ تاریخ تھی تھی۔ اسدن چاند دیر سے نکلا اور چونکہ پشاور والوں نے ایکدن روزہ پہلے رکھ لیا تھا اسلئے میں نے دوستوں کو تاکید کی تھی کہ وہ

چودھویں تاریخ

کو چاند غور سے دیکھیں۔ کیونکہ چودھویں تاریخ عین وسط کی تاریخ ہوتی ہے۔ اور اسدن سورج غروب ہونے کے ساتھ ہی چاند نکل آتا ہے۔ مگر اسدن چاند پورے پون گھنٹہ بعد نکلا۔ جغرافیہ والوں کے لحاظ سے ہر روز چاند میں پون گھنٹہ کا فرق پڑتا ہے۔ اسلئے وہ چاند پندرھویں کا تھا اور آج روزہ بائیسواں نہیں۔ بلکہ تیئیسواں ۲۳ ہے۔ اور جمعہ کو بہر حال آخری روزہ ہوگا۔ سوائے اسکے کہ اسدن آسمان پر بادل چھا جائیں اور مطلع صاف نہ ہو اور چاند نظر نہ آئے۔ اس صورت میں ہم ہفتہ کو بھی روزہ رکھیں گے۔ کیونکہ ہمیں یہ حکم ہے کہ جب تک پورے تیس دن نہ ہوں۔ چاند دیکھکر روزہ رکھیں۔ اور چاند دیکھکر روزہ چھوڑیں تاکسی قسم کی اس میں غلطی نہ ہو یہ بھی ممکن ہے کہ اس دن مطلع صاف ہو۔ بہر حال جمعہ کو آخری روزہ ہوگا اور یہ بھی ممکن ہے کہ جمعرات کو ہی

آخری روزہ

ہو کیونکہ مہینہ ۲۹ دن کا بھی ہو سکتا ہے بہر حال ہم رمضان کے آخری عشرہ میں سے گذر رہے ہیں اور رمضان کے آخری عشرہ کی جو فضیلت قرآن کریم اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے وہ ایسی نہیں کہ اسے نظر انداز کیا جا سکے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ معمولی معمولی باتیں سنکر ان پر عمل کر لیتے ہیں۔ مثلاً ماں پوچھتی ہے۔ بیٹا تم نے آج اجوائن نہیں کھائی تو خواہ بڑے سے بڑا ڈاکٹر اسے منع کیوں نہ کرے۔ بڑے سے بڑا طبیب اسے منع کیوں نہ کرے وہ فوراً اجوائن منگوا کر کھا لیتا ہے یا گرمی کے موسم میں کوئی اسے کہہ دے کہ آجکل فلاں عرق یا شربت پینا چاہیئے۔ تو وہ اسے فوراً پینا شروع کر دیتا ہے خواہ بتانیوالا کوئی ڈاکٹر یا طبیب نہ ہی ہو تو بھی کرتے۔

تعجب کی بات ہے

کہ ہم چھوٹے سے چھوٹے آدمی کی بات تو مان لیتے ہیں۔ لیکن جب خدا تعالےٰ کی روایت ہو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی روایت ہو تو اس کو سنکر ہمارے اندر کوئی حرکت پیدا نہیں ہوتی اور ہم اس پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے پس رمضان کے مہینہ میں اور اس کے آخری عشرہ میں خصوصیت کے ساتھ دعائیں زیادہ کرنی چاہئیں قرآن کریم پڑھنا چاہیئے اور دیگر عبادات میں حصہ لینا چاہیئے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے رمضان کے متعلق بالخصوص اس کے آخری عشرہ کے متعلق جس میں

لیلۃ القدر

آتی ہے فرماتا ہے۔

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ۔

رمضان کا ذکر کر کے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اے میرے رسول اگر کوئی تجھ سے میرے متعلق سوال کرے اور پوچھے کہ

ہمارا خدا

کہاں ہے۔ ہمیں تو وہ نظر نہیں آتا کہ اسے دیکھکر ہم تسلی پا سکیں یا ہمارے ساتھ تو اس کی کوئی بول چال نہیں کہ اسکے ساتھ بول کر ہم اپنے دکھ کو کم کر سکیں۔ آخر وہ ہے کہاں۔ تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے میرے رسول اگر کوئی تجھ سے ایسا سوال کرے۔ تو تو اسے کہدے۔ انی قریب۔ اگر میں تمہیں نظر نہیں آتا۔ تو یہ نہ سمجھ لینا کہ میں تم سے دور ہوں بلکہ میں تو تمہارے بالکل قریب ہوں اور اسی وجہ سے تمہیں نظر نہیں آتا۔ کیونکہ صرف وہی چیز تمہیں نظر نہیں آتی۔ جو زیادہ دور ہو۔ بلکہ وہ چیز بھی نظر نہیں آتی۔ جو زیادہ قریب ہو۔ انسان کے سب سے قریب جو چیز ہے۔ وہ اس کا اندرونہ ہے جو اسے نظر نہیں آتا۔ کیونکہ جیسے زیادہ دور کی چیز نظر نہیں آتی ایسے ہی زیادہ قریب کی چیز بھی نظر نہیں آتی۔ تو فرمایا اے میرے رسول اگر کوئی میرے متعلق تجھ سے سوال کرے۔ اور پوچھے کہ میں کہاں ہوں۔ تو تو اسے کہدے۔ انی قریب۔ میں تمہارے اتنا قریب ہوں کہ تمہیں نظر نہیں آ سکتا۔ جیسے تمہارا پھیپھڑا تمہارے زیادہ قریب ہے اور وہ تمہیں نظر نہیں آتا۔ جیسے تمہارا دل تمہارے زیادہ قریب ہے اور وہ تمہیں نظر نہیں آتا جیسے تمہارا جگر تمہارے زیادہ قریب ہے اور وہ تمہیں نظر نہیں آتا یہ چیزیں تمہارے زیادہ قریب ہیں اور تمہارے جسم کے اندر داخل ہیں۔ اسلئے یہ تمہیں نظر نہیں آتیں۔ اسی طرح میں بھی تمہارے زیادہ قریب ہوں۔ اس لئے تمہیں نظر نہیں آتا یہی وجہ ہے کہ انسان اپنے اندر کی آواز کو بھی نہیں سن سکتا۔ کانشنس اور

ضمیر کی آواز

آتی ہے۔ مگر کان اسے نہیں سن سکتے۔ کیوں اس لئے کہ آواز بھی دور کی سنائی دیتی ہے جب ہم کوئی آواز سنتے ہیں۔ تو اسکے یہ معنے ہوتے ہیں کہ یہ آواز باہر سے ہو کر آئی ہے کیونکہ کان کا پردہ قدرتی طور پر اس طرح بنایا گیا ہے۔ کہ ہوا کا زور کان کے پردہ پر پڑتا ہے۔ تو اس سے ایک حرکت پیدا ہوتی ہے ارتعاش کی لہریں یعنی وائی بریشن vibrations پیدا ہوتی ہیں اور یہی وائی بریشن vibrations دماغ میں جاتی ہیں اور دماغ ان کو الفاظ میں بدل ڈالتا ہے یہی وائی بریشن vibrations ہیں۔ جو ریڈیو کے والوز میں پڑتی ہیں اور ریڈیو انکو الفاظ میں بدل ڈالتا ہے۔ انسانی بناوٹ میں ریڈیو کان ہے اور اعصاب دماغی والوز ہیں ان کے ذریعہ جو حرکات دماغ میں منتقل ہوتی ہیں وہ وہاں سے آواز بن کر سنائی دیتی ہیں۔

پس آواز کے معنے ہی باہر والی چیز کے ہوتے ہیں۔ جب آواز آتی ہے۔ تو اس کے یہی معنے ہوتے ہیں کہ یہ باہر سے آئی ہے۔ کیونکہ آواز آ ہی باہر سے سکتی ہے۔ اندرونی آواز جو سنائی دیتی ہے۔ مثلاً پیٹ میں گڑگڑ کی آواز آتی ہے۔ دراصل اسکی بھی یہی وجہ ہوتی ہے کہ وائی بریشن vibrations باہر اثر ڈالتی ہیں اور ہم وہ آواز سن لیتے ہیں

حقیقت یہی ہے

کہ جو اندر کی آواز ہوتی ہے اسے تم نہیں سن سکتے کیونکہ وہ تمہارے زیادہ قریب ہوتی ہے۔ غرض جس طرح تم بہت بعید کی چیز کو نہیں دیکھ سکتے اور بہت قریب کی چیز کو بھی نہیں دیکھ سکتے۔ اسی طرح تم بعید کی آواز کو بھی نہیں سن سکتے۔ اور قریب کی آواز کو بھی نہیں سن سکتے

جو لوگ اسکی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے اور جن لوگوں کو اس کا علم نہیں۔ وہ اس پر تعجب کریں تو کریں۔ مگر یہ سب کچھ حرکات پر مبنی ہوتا ہے۔ جو تم سنتے ہو۔ وہ بھی حرکات ہیں۔ جس کو کان آواز میں بدل ڈالتے ہیں۔ اور جو تم دیکھتے ہو۔ وہ بھی حرکات ہیں۔ جن کو آنکھیں شکل میں تبدیل کر ڈالتی ہیں جو چیز تمہارے سامنے گڑی ہوئی ہوتی ہے۔ وہ تصویر نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ فیچرز (features) ہوتے ہیں۔ وہ نقش ہوتے ہیں۔ جو آنکھوں کے ذریعہ دماغ میں جاتے ہیں۔ اور وہ انہیں تصویر میں بدل ڈالتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کل ریڈیو سیٹ کے ذریعہ تصویریں باہر جانے لگ پڑی ہیں۔ ان حرکات کے متعلق

قاعدہ ہے کہ

تمام حرکات خواہ وہ کان کی ہوں یا آنکھ کی ہوں۔ وہ ایک حدبندی کے اندر ہوتی ہیں۔ یعنی ایک درجہ اُن کا اعلیٰ ہوتا ہے۔ اور ایک درجہ اُن کا ادنیٰ ہوتا ہے۔ ان دونو کے درمیان جو چیز ہوتی ہے۔ اُسے آنکھ دیکھ سکتی ہے اور جو چیز اس حدبندی سے دُور ہو۔ اُسے آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔ اور جو اس حدبندی کے نیچے ہو۔ اُس کو بھی آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔ اسی طرح جو آواز اس حدبندی کے اندر ہوگی۔ اُسے کان سُن لے گا۔ جو آواز اس حدبندی سے دُور ہوگی۔ اُسے کان نہیں سن سکے گا۔ اور جو آواز اس حدبندی کے نیچے ہو۔ اُسے بھی کان نہیں سُن سکتا۔

جَو میں بہت سی آوازیں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ جیسے بادلوں کے آپس میں ٹکرانے کی آواز یا اجرام فلکی کے آپس میں ٹکرانے کی آواز۔ لیکن وہ اتنی شدید ہوتی ہیں۔ کہ ہم اُن کی شدت کی وجہ سے انہیں نہیں سُن سکتے۔ جس طرح کان میں یہ طاقت نہیں کہ وہ ایسی آواز سُن سکے۔ جو اُس کی طاقت سے باہر ہو۔ یا وہ ایسی آواز سُن سکے۔ جو اُس کی طاقت سے کم ہو۔ اسی طرح جو نظارہ آنکھ کی طاقت سے زیادہ ہو۔ وہ آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔ اور وہ نظارہ بھی نہیں دیکھ سکتی۔ جو اس کی طاقت سے کم ہو پس

اِنّی قریب

کہہ کر اس طرف اشارہ کیا ہے کہ مجھ کو نہ دیکھنے کی یہ وجہ نہیں کہ میں تم سے دُور ہوں۔ میں تم سے دُور نہیں۔ میں تو تمہارے اتنا قریب ہوں کہ تم مجھے دیکھ بھی نہیں سکتے۔ اور نہ تم میری آواز کو سُن سکتے ہو۔ فرمایا اُجیبُ

دعوۃ الدّاع اِذا دعانِ میرے قریب ہونے کا ثبوت کیا ہے میرے

قریب ہونے کا ثبوت

یہ ہے کہ میں پکارنے والے کی پُکار کو سُنتا ہوں۔ اگر میں دُور ہوتا۔ تو میں پکارنے والے کی پکار کو کیسے سُن سکتا۔ تم تو بوجہ انسان ہونے کے زیادہ قریب کی آواز کو نہیں سُن سکتے۔ اور نہ ہی تم زیادہ دُور کی آواز کو سُن سکتے ہو۔ مگر میں تو ان حدبندیوں سے پاک اور بالا ہوں۔ میں تمہیں دیکھ سکتا ہوں۔ مگر تم مجھے نہیں دیکھ سکتے۔ میں تمہاری باتیں سُنتا ہوں تم میری باتوں کو نہیں سُن سکتے۔

فرمایا فلیستجیبوا لی۔ جب میں تمہاری باتیں سُنتا ہوں۔ اور تمہاری دُعائیں قبول کرتا ہوں تو تمہیں بھی ایسا بن جانا چاہیئے۔ کہ تمہاری دُعا قبول ہو۔

یہ خیال مت کرو

کہ میں ہر ایک کی دُعا کو سُنتا ہوں۔ میرے احکام کے خلاف جو دُعائیں ہونگی قرآن کیخلاف جو دُعائیں ہونگی۔ اور اخلاقی نظام کے خلاف جو دعائیں ہونگی میں اُنہیں کیسے سُن سکتا ہوں میں انہیں کیسے قبول کر سکتا ہوں کیا میں اُنہیں قبول کر کے اپنے رسول کو مروا دوں کیا میں اُنہیں قبول کر کے اخلاقی نظام کو توڑ ڈالوں اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری دُعائیں بھی سُنی جائیں تمہاری دُعائیں بھی قبول ہو جائیں تو چاہیئے کہ

تمہاری دُعا

میرے نظام کے خلاف نہ ہو۔ تمہاری دُعا دین کے خلاف نہ ہو۔ تمہاری دُعا اخلاقی نظام کے خلاف نہ ہو۔ لبا اوقات انسان ایسی دعائیں کرتا ہے کہ وہ خود بھی نہیں سمجھ سکتا۔ کہ یہ دُعائیں کیسے قبول ہو سکتی ہیں۔ کہتے ہیں ایک عرب حج کیلئے گیا۔ وہ خانہ کعبہ میں کھڑے ہو کر دعا کر رہا تھا۔ اور وہ ایسی گندی تھی کہ اُسے سُن کر پولیس نے اُس کو قید کر لیا وہ یہ دُعا کر رہا تھا کہ اے خُدا تو ایسا کر کہ میری محبوبہ کا خاوند اُس سے ناراض ہو جائے اور پھر وہ مجھے مل جائے۔ کیا خدا بھی بدکاریوں میں شریک ہوتا ہے پس یہ غلط ہے کہ خُدا ہر دُعا کو سُنتا ہے۔

پھر فرمایا

ولیؤ منوابی

پھر اُسے مجھ پر یقین ہونا چاہیئے کہ میں اُس کی دُعاؤں کو سُنتا ہوں۔ ایک دفعہ ایک چور نے بیان کیا کہ میں جب سیندھ لگانے لگتا ہوں تو دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہوں۔ تا چوری سے پہلے اللہ تعالےٰ کی مدد حاصل کر لوں۔ اور مجھے اس کام میں کامیابی حاصل ہو۔ اخبارات میں عموماً اشتہارات چھپتے ہیں کہ ایسے تعویذ ہیں۔ جن کو پاس رکھنے سے تم جس عورت کو چاہو۔ بُلا سکتے ہو۔ اُس تعویذ کے اثر سے وہ عورت خود تمہارے پاس آجائیگی اور پھر کہتے ہیں کہ فلاں بزرگ ہے اُسے خدا تعالیٰ کا کلام آتا ہے اُس نے یہ تعویذ تیار کئے ہیں۔ یہ

دین کے ساتھ تمسخر

ہے۔ خدا تعالیٰ بدکاریوں میں شریک نہیں ہوتا کہنے والے ایسا کہتے ہیں مگر یہ غلط ہے فرمایا فلیستجیبوا لی والیؤ منوابی اگر میں نے کہا ہے کہ میں پکارنیوالے کی پکار کو سُنتا ہوں تو اس سے یہ نہ سمجھ لینا کہ میں ہر ایک کی پکار کو سُن لیتا ہوں۔ جس پکار کو میں سُنتا ہوں اُس کے لئے

دو شرطیں

ہیں ۱۔ میں اُس کی پکار کو سُنتا ہوں۔ جو میری بھی سُنے ۲۔ میں اُسکی پکار کو سُنتا ہوں جسے مجھ پر یقین ہو۔ مجھ پر بدظنی نہ ہو۔ اگر دعا کرنیوالے کو میری طاقتوں اور قوتوں پر اعتبار ہی نہیں تو میں اُسکی پکار کو کیوں سنوں۔ پس قبولیت دُعا کیلئے یہ دو شرطیں ہیں جس میں یہ دو شرطیں پائی جائینگی تو بیشک میں اُسکی دُعا کو سنتا ہوں یہاں الداعِ فرمایا ہے جسکے معنے ہیں ایک خاص دُعا کرنے والا اور اس کے آگے وہ شرائط بتا دیں جو الداعِ میں پائی جاتی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں کہ وہ میری سُنے اور مجھ پر یقین رکھے۔ غرض وہ دعا میرے مقرر کردہ اُصولوں کے مطابق ہو۔ جائز ہو۔ ناجائز نہ ہو۔ اخلاق کے مطابق ہو سنت کے مطابق ہو۔ اگر کوئی شخص دعائیں کریگا۔ تو میں بھی ضرور اس کی دعاؤں کو سنونگا مثلاً اگر کوئی کہے کہ اے اللہ میرا فلاں عزیز مر گیا ہے تو اُسے زندہ کر دے۔ تو یہ دُعا قرآن کیخلاف ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کیخلاف ہے جب اُس نے قرآن کی ہی نہیں مانی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں مانی تو میں اُسکی کیوں مانوں۔ جب اُس نے مجھ پر یقین نہیں کیا۔ تو میں اُسکی دُعاؤں کو کیوں سُنوں فلیستجیبوا لی تمہیں چاہیئے کہ تم میری باتیں مانو۔ مجھ پر یقین رکھو اگر تمہیں مجھ پر یقین نہیں ہے تو نفلی اظہار کرنیوالے تو لاکھوں ہیں میں ایسی دُعا کو کیسے نہیں سُن سکتا ہوں پس قبولیت دُعا کیلئے دو شرطیں ہیں ۱۔ فلیستجیبوا لی تم میری باتیں مانو۔ ۲۔ ولیؤ منوابی۔ اور تم مجھ پر یقین رکھو۔ جو ان شرطوں کو پورا نہیں کرتے وہ دیندار نہیں وہ میرے احکام پر نہیں چلتے اسلئے میں بھی یہ وعدہ نہیں کرتا کہ میں اُنکی ہر دُعا کو سُنونگا بیشک میں اُنکی دعاؤں کو بھی سنتا ہوں۔ مگر اس قانون کے ماتحت اُنکی ہر دعا کو نہیں سُنتا لیکن جو شخص اس قانون پر چلتا ہے اور پھر دُعائیں کرتا ہے تو میں اُسکی ہر دُعا کو سُنتا ہوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ

ایک دفعہ

بازار میں چند بنئے بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ کیا کوئی ایک پاؤ تیل کھا سکتا ہے وہ ایک پاؤ تیل کھانا بہت بڑا کام سمجھتے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا جو ایک پاؤ تیل کھائے اُسکو میں پانچ روپیہ انعام دونگا پاس سے ایک زمیندار گذر رہا تھا اُس نے جب سُنا کہ پاؤ تیل کھانے پر شرط لگی ہوئی ہے تو اُسکی سمجھ میں یہ بات نہ آئی۔ اُس نے خیال کیا کہ بھلا ایک پاؤ تیل کھانا بھی کونسی بڑی بات ہے جس پر انعام دیا جائے ضرور اس کیساتھ کوئی اور شرط ہوگی۔ وہ آگے بڑھا اور پوچھا شاہ جی۔ تل سلیاں سمیت ای کھانے نے کہ بغیر سلیاں دے۔ یعنی پھلیوں سمیت کھانے ہیں یا الگ کئے ہوئے بیج کھانے ہیں۔ اُس زمیندار کے نزدیک تو پاؤ تیل کھانا کوئی چیز نہ تھی لیکن وہ سب بانیئے تھے جو آدھا چھٹانک کھا کر سارا دن ڈکار مارتے رہتے ہیں جب اُس نے یہ کہا کہ شاہ جی کیا تل پھلیوں سمیت کھانے ہیں تو اُس بانیئے نے کہا چودھری صاحب آپ جائیے ہم تو آدمیوں کی باتیں کر رہے تھے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جہاں یہ کہتا ہے کہ میں پکارنیوالی کی پکار کو سُنتا ہوں تو وہاں بھی وہ آدمیوں کا ہی ذکر کرتا ہے جانوروں کا ذکر نہیں کرتا وہ ہر پکارنیوالی کی پکار کو نہیں سُنتا وہ صرف اُس پکار کو سُنتا ہے۔ جسے یہ احساس ہو کہ اللہ تعالےٰ پر ہی سب ذمہ واری نہیں۔ مجھ پر بھی کچھ ذمہ واری ہے۔ مثلاً اگر کوئی کہے کہ

اے خدا

فلاں کی لڑکی مجھے اُدھال کر لا دے یا فلاں کا مال مجھے دیدے۔ یا میرے فلاں دشمن کی جان نکال دے۔ تو خدا تعالےٰ اپنے آپ کو ان دعاؤں کا مخاطب نہیں سمجھتا یہ دُعائیں کسی بداخلاق ملاں مولوی کو کرنی چاہئیں پس فرمایا فلیستجیبوا لی میں ہر اُس دُعا کو سُنتا ہوں۔ جس کا کرنے والا پورے طور پر میرے احکام پر عمل کرے اور پھر اُسے مجھ پر پورا یقین بھی ہو اور جو ایسا کرتے ہیں وہ غلط دعائیں مانگتے ہی نہیں کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ ایسی دعائیں مانگتے تھے کہ اے خدا فلاں کا مال ظالمانہ طور پر ہمیں دیدے پس خدا تعالیٰ بھی یہاں انسانوں کا ذکر کرتا ہے حیوانوں کا نہیں اور فرماتا ہے میں دعائیں سُنتا ہوں لیکن اُس کے لئے

دو شرطیں

ہیں ۱۔ دُعا کرنیوالا پورے طور پر میرے احکام پر عمل کرے۔
۲۔ پھر اُسے مجھ پر یقین بھی ہو۔

جب اُسے مجھ پر یقین ہوگا۔ تو اس کا اعتماد بھی دعا کی قبولیت کے لئے اکسائے گا۔

حضرت ابن عباس رضؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپ سب سے زیادہ کس کے لئے دعائیں کرتے ہیں آپ نے فرمایا میں سب سے زیادہ اُس شخص کے لئے دعائیں کرتا ہوں جو مجھے آکر کہے کہ میرے لئے کوئی دعا کرنے والا نہیں آپ میرے لئے دعا کریں وہ مجھ پر اعتبار کرتا ہے۔ حالانکہ وہ میرا واقف بھی نہیں ہوتا تو میں اُس پر اعتبار کیوں نہ کروں۔ پس فرمایا وليؤمنوا بي۔ جو مجھ پر یقین رکھتا ہے۔ اور جو میرے منشاء کے مطابق دعا کرتا ہے۔ تو میں اُس کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔ لیکن اُسے یقین نہ ہو اور وہ میرے منشاء کے مطابق دعا نہ کرتا ہو تو اُس کی دعا قبول نہیں ہو سکتی۔ خود انسان کے اندر بھی خدا تعالےٰ نے ایک طاقت رکھی ہے جسے

مسمریزم

کہتے ہیں۔ اس کے اثر سے انسان سو جاتا ہے۔ اور ایسی ایسی حرکتیں کرنے لگ جاتا ہے جو عام حالات میں وہ نہیں کرتا۔ اور کبھی کبھی اُس کے اندر ایسی طاقتیں پیدا ہو جاتی ہیں جو عام حالات میں ممکن نہیں ہوتیں۔ میں نے اس کا خود تجربہ کیا ہے۔ ایک بچی تھی۔ میری بیوی کا اُس نے دودھ پیا تھا۔ اور اس طرح وہ میری رضاعی بچی تھی۔ اُس کی عمر چھ سات سال کی تھی۔ میں نے اُس پر مسمریزم کا تجربہ کیا۔ اب تو وہ چالیس پینتالیس سال کی ہے۔ سنتالیہ یا پندرہ کی یہ بات ہے۔ جب وہ مجھے ملنے کیلئے آئی۔ تو میں نے اُس سے پوچھا۔ تجھے یاد ہے کہ مسمریزم کر کے میں تجھے چاقو مار دیا کرتا تھا۔ اور اس سے زخم نہیں ہوتا تھا اور نہ درد ہوتی تھی میں اُسے بے ہوش کر کے کہتا تھا میں تجھے چاقو مارنے لگا ہوں تجھے زخم نہیں ہوگا اور نہ درد ہوگی میں جب چاقو نکالوں گا تو زخم خود بخود بند ہو جائیگا۔ خون نہیں نکلے گا پھر میں چاقو مار کر نکال لیتا تھا اُسے کوئی تکلیف نہیں ہوتی تھی۔ نہ خون نکلتا تھا۔ اور نہ ہی زخم آتا تھا۔ غرض میں نے اُس بچی سے پوچھا۔ بتاؤ تمہیں یہ بھی یاد ہے۔ اُس نے کہا بڑا کیا ذکر ہے یہ دیکھئے چاقو کے ابھی تک نشانات ہیں۔ خون کا تو ایک قطرہ بھی نہیں نکلتا تھا۔ مگر نشان اب بھی موجود تھے مگر اس میں شرط یہ ہے۔ کہ مسمریزم کرنے والے کو اپنے

نفس پر پورا یقین

ہو کہ وہ ایسا کر گذرے گا۔ اگر اُسے کوئی تردد ہو تو وہ فیل ہو جائیگا۔ پس خدا تعالیٰ نے انسان کے اندر یہ طاقت پیدا کر دی ہے۔ کہ جب وہ اپنے نفس پر اعتبار کر لیتا ہے۔ تو وہ کام ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب خدا پر یقین رکھ لیا جائے۔ تو پھر وہ کام کیوں نہیں ہوگا۔ پس وہ شخص جو دعا کرتا ہے لیکن اُسے خدا تعالیٰ پر یقین نہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ شرط پر پورا نہیں اُترتا۔ خدا تعالیٰ ایسے شخص کی دعاؤں کو کیوں سُنے پھر فرماتا ہے۔ اس کے نتیجے میں

تم کامیاب ہوگے

رشد کے معنے ہوتے ہیں رستہ دکھائی دینا یعنی راہیں رستہ مل جائے گا۔ رشد کے عام معنے ہدایت کے ہوتے ہیں لیکن اس جگہ اس کے معنی ہدایت کے نہیں۔ یہاں یہ کلام الملوک کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ اور اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ہمارا مقصد بھی یقینی ہوتا ہے جیسے عموماً بادشاہ کہہ دیتے ہیں اگر تم درخواست کرو تو حکومت غور کرے گی۔ لفظ شک کے ہوتے ہیں لیکن دراصل وعدہ ہوتا ہے کہ ہم ضرور ایسا کر دیں گے یعنی بھی کہتے ہیں کہ یہاں لعل یقینی کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ غرض رمضان کا آخری عشرہ دعاؤں کے لئے مخصوص ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس موقعہ پر زیادہ سے زیادہ دعائیں کریں دنیا نے خدا کو چھوڑ دیا ہے یا تو لوگ خدا پر رسمًا یقین رکھتے ہیں یا اس پر بالکل ہی یقین نہیں رکھتے۔ ہماری ہی ایک جماعت ہے جس کا یہ دعویٰ ہے کہ اس کا خدا تعالیٰ سے تعلق ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرف خاص توجہ دلائی ہے حضرت مجدد صاحب سرہندی کا

ایک شعر

ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اُس کا ذکر کرتے۔ ہمیشہ اُسے ناپسند فرمایا کرتے تھے آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب کبھی بھی یہ شعر مجھے یاد آتا ہے۔ میرے دل پر بہت گراں گذرتا ہے اور وہ شعر یہ ہے ؎

پنجہ در پنجہ خدا دارم ٭ من چہ پروا مصطفیٰ دارم

حقیقت یہ ہے کہ عشق الٰہی کے جوش میں یہ لفظ سرہندی صاحب کے منہ سے نکل گئے ہیں۔ ورنہ ان کا منشاء یہی تھا کہ خدا تعالیٰ اور بندہ کے درمیان کوئی واسطہ نہیں۔ میرا بھی اس سے براہ راست تعلق ہے یہ اس کا مجھ پر احسان ہے کہ اس نے اپنے اور میرے درمیان کوئی واسطہ نہیں بنایا۔ بلکہ اس سے ملنے کا ہر ایک کے لئے دروازہ کھلا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ بعض دفعہ ایک آدمی جس کے سر پر مٹی پڑی ہوتی ہے۔ اس کے بال بکھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور اُس کے کپڑے پھٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کی قسم کھاتا ہے اور خدا اُس کی قسم کو پورا کر دیتا ہے اور یہ آپ نے اُس وقت فرمایا۔ جب ابو ہریرہ کی پھوپھی یا کوئی رشتہ دار عورت کسی سے لڑ پڑی تھی۔ اور تھپڑ مار کر اُس کے دانت توڑ دئے تھے۔ اُس کے رشتہ داروں نے نالش کی اور کہا کہ ہم قصاص لیں گے۔ اور اس کے دانت توڑیں گے ابو ہریرہؓ اس بات پر زور دیتے تھے۔ کہ

معاف کر دو

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا کہ بدلہ میں کیا رکھا ہے۔ معاف کر دو۔ یہی بہتر ہے۔ مخالف فریق کو بھی بہت غصہ تھا۔ اور وہ ضرور قصاص لینا چاہتے تھے اُنہوں نے کہا یا رسول اللہ کیا یہ آپ کا حکم ہے۔ اگر یہ آپ کا حکم ہے تو ہم مان لیتے ہیں۔ ورنہ ہم ضرور دانت توڑیں گے آپ نے فرمایا۔ میں سفارش کرتا ہوں۔ اس بارہ میں حکم دینے کا مجھے کوئی اختیار نہیں مگر انہوں نے بدلہ لینے پر ہی اصرار کیا۔ بات بڑھتے بڑھتے بڑھ گئی۔ ابو ہریرہؓ غصہ میں اُٹھے اور فرمایا۔ خدا کی قسم میری پھوپھی کے دانت نہیں توڑے جائیں گے مخالف فریق نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش تو نہیں مانی تھی مگر جب ابو ہریرہؓ نے قسم کھائی۔ تو خدا کا نام سُن کر اُن کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہم نے معاف کیا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا۔ بعض آدمی جن کے

سر میں مٹی

پڑی ہوتی ہوتی ہے بال بکھرے ہوئے ہوتے ہیں جب وہ خدا کے نام کی قسم کھاتے ہیں۔ تو خدا اُن کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔ اب دیکھو یہ بندے کا خدا سے براہ راست تعلق ہے۔ اور اس میں غریب سے غریب اور کمزور سے کمزور آدمی کو بھی اتنا ہی حق ہے۔ جتنا کہ ایک امیر اور طاقتور کو حاصل ہے

ایک بزرگ کا واقعہ

لکھا ہے۔ جن کی شہرت ملک بھر میں پھیلی ہوئی تھی۔ کہ انہیں اچانک بادشاہ کی طرف سے جو کہیں دورہ پر گیا ہوا تھا۔ حکم پہنچا کہ فوراً ہمارے حضور میں حاضر ہو۔ حکم میں کوئی وجہ بیان نہیں کی گئی تھی مگر چونکہ بادشاہ کا حکم تھا۔ آپ روانہ ہو گئے۔ ابھی دس بارہ میل ہی گئے ہوں گے۔ کہ بارش اور آندھی آگئی۔ آپ گھوڑے سے اُترے اور اُس کو ایک درخت کے ساتھ باندھ دیا۔ اور پاس کی ایک جھونپڑی کی طرف چل پڑے۔ وہاں پہنچ کر آواز دی کہ اگر اجازت ہو تو اندر آجاؤں۔ اندر سے آواز آئی۔ آجاؤ۔ جھونپڑی کے اندر چارپائی پر ایک اپاہج پڑا تھا۔ اُس نے کہا کہ میں تو اپاہج ہوں۔ شہر سے باہر رہتا ہوں دو دو۔ تین تین میل تک کے لوگ مجھے جانتے ہیں۔ اور وہ کھانا دے جاتے ہیں اور میں یہاں دعائیں کرتا رہتا ہوں۔ آپ بتائیں آپ یہاں کیسے تشریف لائے اُس بزرگ نے بتایا مجھے بادشاہ کا حکم ملا تھا کہ فوراً دربار میں حاضر ہو جاؤ۔ اس لئے میں وہاں جا رہا ہوں۔ اپاہج نے پوچھا۔ آپ کی تعریف کیا ہے۔ اُس بزرگ نے اپنا نام بتایا۔ اُس اپاہج نے کہا۔ آپ کو جلد پتہ لگ جائے گا۔ کہ بادشاہ کے حکم میں کوئی غلطی ہو گئی ہے میں سمجھتا ہوں۔ کہ چونکہ میں نے آپ کا ذکر سنا تھا۔ اور مجھے آپ سے ملنے کی بہت خواہش تھی۔ مگر چونکہ معذور تھا۔ آپ کی زیارت کے لئے آپ کے پاس حاضر نہیں ہو سکتا تھا اس لئے خدا تعالےٰ سے دعا کیا کرتا تھا کہ اے اللہ کسی طرح مجھے ان کی ملاقات کرا دے۔ سو خدا تعالےٰ نے یہ راستہ کھول دیا۔ اور آپ کی زیارت کرا دی۔ آپ یہاں پہنچے تو خدا تعالیٰ آندھی اور بارش بھی لے آیا۔ یہ بات صاف بتاتی ہے کہ آپ کی یہاں آمد میری دعاؤں کا ہی نتیجہ تھی اور خدا تعالیٰ آپ کو میری ہی خاطر یہاں لایا ہے۔ اتنے میں باہر سے ایک اور آواز آئی کہ کیا میں اندر آجاؤں۔ اپاہج نے کہا آجاؤ۔ وہ ایک باوردی سپاہی تھا۔ اپاہج نے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ سپاہی نے جواب دیا۔ کہ ہمارے بادشاہ کے پاس ایک شکایت پہنچی تھی۔ اُس کی وجہ سے اُس نے فلاں شخص کی طلبی کا حکم دیا تھا بعد میں معلوم ہوا کہ اُس شخص کے بارہ میں شکایت نہ تھی۔ بلکہ اس کے ایک اور ہمنام کے متعلق شکایت تھی۔ اس لئے مجھے حکم ہوا ہے کہ جا کر اُس شخص کو جس کے بارہ میں پہلے احکام جاری ہوئے تھے مطلع کر دوں کہ اُسے آنے کی ضرورت نہیں۔ یہ سُن کر اُس اپاہج نے اس بزرگ سے کہا۔ دیکھا خدا تعالیٰ آپ کو صرف میری ہی خاطر یہاں لایا ہے۔ درحقیقت خدا تعالیٰ پر جن لوگوں کو پورا یقین ہوتا ہے وہ جو اُسے صحیح ذریعہ سے دیکھتے ہیں

معجزات اور نشانات

دیکھ دیکھ کر اُن کا ایمان اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے نہ قبول ہونے والی دعا مانگتے ہی نہیں اور اس لئے پھر خدا تعالےٰ اُن کی ہر بات کو مانتا ہے۔ الاماشاء اللہ کہ استثنیٰ ہر بات میں ہوتا ہے اور بسا اوقات اپنی محبت کے اظہار کیلئے خدا تعالیٰ یہ طریق اختیار کر لیتا ہے۔ کہ گویا بندہ حاکم ہے۔ اور وہ محکوم ہے۔ اگر صحیح طور پر اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کر لیا جائے۔ تو زندگی میں ہی ایسے نشانات اور معجزات انسان دیکھتا ہے کہ حیرت آتی ہے۔ بظاہر ان کا کوئی امکان نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ کے لئے یہ کوئی مشکل نہیں ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے آپ کو اس مقام پر پہنچا دے۔ اگر وہ اس مقام پر پہنچ جائے تو وہ یہ نظارہ دیکھ لے گا۔ کہ بعض دفعہ

انسان ناز

بھی کرتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ اُسے قبول کر لیتا ہے یہ جذب کی حالت ہوتی ہے۔ اختیاری نہیں ہوتی۔

میں نے خود یہ نظارہ دیکھا ہے کہ خدا تعالےٰ بعض اوقات اپنے بندے کو اسی طرح چھیڑا کرتا ہے جس طرح ایک بچے کو چھیڑا جاتا ہے وہ ہم سے چھیڑ کرتا ہے اور ہم اس سے چھیڑ کرتے ہیں۔ میں نے خود اس کا تجربہ کیا ہے۔ میں ہمیشہ ہی بیمار رہتا ہوں بعض دفعہ جب بیماری ہو جاتی ہے اور ایسی حالت ہو جاتی ہے۔ کہ محسوس ہوتا ہے۔ اب افاقہ ناممکن ہے۔ اس وقت خدا تعالےٰ دل میں ڈالدیتا ہے کہ اب دعا مانگو میں دعا مانگتا ہوں اور کہتا ہوں اے خدا یہ بھی کوئی زندگی ہے تو مجھے صحت بخش۔ یہ فقرہ ذہن میں آتا ہی ہے کہ بیماری دور ہونے لگتی ہے

ایک مولوی صاحب

دہلی سے قادیان آیا کرتے تھے۔ اب تو وہ احمدی ہو گئے ہیں۔ ابو الفضل محمود ان کا نام ہے جب وہ غیر احمدی تھے تو اکثر وہ قادیان آیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے مجھ سے کہا۔ کہ میں جلسہ سے پہلے آیا تو آپ بیمار تھے۔ اور آپ کہتے تھے مجھے بخار ہے۔ کھانسی کی تکلیف ہے اور گلہ خراب ہے اور میں زیادہ بول نہیں سکتا۔ اور جب جلسہ آیا۔ تو پھر آپ چھ چھ گھنٹے تقریر ہی کرتے گئے۔ آپ واقعی بیمار ہیں۔ یا فریب کرتے ہیں۔ میں نے کہا آپ ہی بتائیں۔ کہ آپ نے کیا سمجھا۔ انہوں نے کہا۔ ہوتی تو بیماری ہی ہے۔ تو میں نے کہا۔ پھر یہ فریب کیوں ہے خدا تعالےٰ کا ایک نشان ہے۔ جب میں تقریر کے لئے کھڑا ہو جاتا ہوں۔ تو وہ تمام بیماریاں دور کر دیتا ہے۔ پس دعاؤں کا بھی معاملہ بڑا عجیب ہے۔ دعاؤں سے ایمان تازہ ہو جاتا ہے بعض دفعہ دعا ایسے طور پر خدا سن لیتا ہے کہ معلوم بھی نہیں ہوتا۔ ادھر کسی کام کی خواہش پیدا ہوئی۔ ادھر وہ پوری ہو گئی۔ بعض دفعہ خدا تعالےٰ وقفہ کو لمبا بھی کر دیا کرتا ہے اور اس طرح وہ بتاتا ہے کہ بھول نہ جانا کہ تم غلام ہو۔ بچوں کو ہی دیکھ لو۔ ماں باپ انکی بات مانتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن کوئی وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ ان کی بات نہیں مانتے۔ بچے ضد کرتے ہیں۔ روتے ہیں۔ تب جا کر وہ انکی بات سنتے ہیں۔ اسی طرح خدا تعالےٰ کا بھی اپنے بندے سے معاملہ ہے بعض دفعہ تو وہ دعا فوراً قبول کر لیتا ہے اور بعض وقت اس میں کچھ وقفہ ڈال دیتا ہے۔ بہر حال جس نے تجربہ کیا ہے۔ وہ دعا کے بغیر زندہ ہی نہیں رہ سکتا۔ خدا تعالےٰ پر یقین ہو اور پختہ ایمان ہو تو انسان اپنی زندگی میں نشان پر نشان دیکھ سکتا ہے۔ لیکن جو شخص باوجود نشانات دیکھنے کے آنکھیں بند کر لے۔ تو وہ پاگل ہی ہو سکتا ہے۔ ہمیں

اس وقت خصوصیت سے دعاؤں کی ضرورت ہے۔ ہم اپنے مقدس مقام

سے نکالے گئے ہیں۔ اور واپس جانے کی کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی۔ اگرچہ ہمارے آدمی وہاں بیٹھے ہوئے ہیں مگر وہ ہماری محبت کے قائمقام تو نہیں ہو سکتے۔ کسی دوست کے روٹی کھا لینے سے اپنا پیٹ تو نہیں بھر جاتا۔ ان کی وہاں موجودگی سے ہماری عزت تو ہو سکتی ہے۔ ہمارا فرض تو نہیں پورا ہوتا۔ یہ جان کر کہ ہمارے کچھ بھائی وہاں موجود ہیں۔ دل کو تھوڑی بہت تسلی تو ہو جاتی ہے۔ لیکن ہماری یہ خواہش کہ ہم بھی وہاں جا کر مقامات مقدسہ میں عبادت کریں اور ہم بھی انہیں جا کر دیکھیں۔ یہ تو پوری نہیں ہو سکتی۔ لیکن قادیان کو واپس لینا ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ ہمارے مقابلہ میں کوئی چھوٹی موٹی ریاست نہیں۔ بلکہ ایک بڑی حکومت ہے جو آبادی کے لحاظ سے دنیا میں دوسرے نمبر پر ہے اور اگر چین کے دو ٹکڑے مان لئے جائیں۔ ایک وہ ٹکڑا جس پر کمیونسٹوں کی حکومت ہے اور دوسرا وہ ٹکڑا جو حکومت کے ماتحت ہے۔ تو پھر ہندوستان آبادی کے لحاظ سے اول نمبر پر ہے اور اگر طاقت کے لحاظ سے لیا جائے تو دنیا کی حکومتوں میں سے پانچویں نمبر پر ہے۔ امریکہ، روس، برطانیہ، فرانس اور پانچویں نمبر پر ہندوستان ہے۔ غرض احمد اور شمار کے لحاظ سے بھی ہمیں ان سے کوئی نسبت نہیں۔ ہم چند لاکھ ہیں اور وہ چھتیس کروڑ ہیں۔ اور طاقت کے لحاظ سے بھی اس حکومت سے ہمارا کوئی مقابلہ نہیں۔ ہم قادیان کو ان سے بزور نہیں لے سکتے۔ خدا تعالےٰ کی مدد سے ہی لے سکتے ہیں۔ اور وہ دعاؤں سے حاصل کر سکتے ہیں۔ دعاؤں کے مقابلہ میں طاقت بھی کچھ نہیں کر سکتی۔ خدا تعالےٰ کے مقابلہ میں دنیا کی طاقتیں کیا کر سکتی ہیں۔

ایک بزرگ

کسی شہر میں رہتے تھے آپکے ہمسایہ میں ایک رئیس رہا کرتا تھا۔ وہ رئیس بہت عیاش تھا۔ ہر وقت اس کے گھر میں ناچ گانا ہوتا رہتا تھا۔ اس بزرگ نے اسے روکا اور محلہ والوں سے بھی کہا اور وہ اسکے پیچھے پڑ گئے اور کہا کہ ہم رئیس کا مقابلہ کریں گے اس رئیس کی بادشاہ سے میل ملاقات تھی۔ وہ وہ بادشاہ کے پاس گیا اور کہا۔ لوگ ہمیں تنگ کرتے ہیں یہ آپ کی ہی طفیل ہم یہاں رہتے ہیں۔ اور آپ کی ہی طفیل ہمارے کام چل رہے ہیں۔ جیسے خوشامدی کہا کرتے ہیں۔ بادشاہ سلامت اب تو ہم ذلیل ہو گئے ہیں اور لوگ ہمیں مارنا چاہتے ہیں۔ بادشاہ نے اسکے گھر پر فوجی گارد مقرر کر دی۔ وہ بزرگ پھر اس کے پاس گئے۔ اور کہا کہ تم اس کام سے رک جاؤ۔ ناچ اور گانے کی وجہ سے ہماری نمازیں خراب ہوتی ہیں۔ ہماری تہجدیں خراب ہوتی ہیں۔ دعاؤں میں لذت نہیں آتی۔ اس رئیس نے کہا۔ بادشاہ نے میرے گھر پر فوجی گارد مقرر کر دی ہے۔ اب تم کیا کرو گے۔ اس بزرگ نے کہا۔ ہم اب بھی مقابلہ کریں گے۔ رئیس نے کہا کیا تم شاہی فوج کا مقابلہ کرو گے۔ اس بزرگ نے کہا ہم نے ظاہری فوج سے کیا مقابلہ کرنا ہے۔ ہم سہام اللیل یعنی رات کے تیروں اور تہجدوں کی دعاؤں سے مقابلہ کریں گے۔ یہ جواب سنکر رئیس پر خشیت طاری ہو گئی۔ اور آئندہ کے لئے اپنے اعمال سے توبہ کی اور کہا ہم سہام اللیل کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتے۔ سہام اللیل کے ساتھ لڑنے کے لئے بادشاہ کے پاس بھی طاقت نہیں۔ میں آپ کی بات مان لیتا ہوں۔ پس خدا میں تو طاقت ہے اور وہ ہماری مدد کریگا۔ مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اس محبت کا اظہار کریں۔ جو ہمیں قادیان سے ہے۔ ہمارے تو ابھی

زخم تازہ ہیں

ہماری تو وہی حالت ہے۔ جو اس ماں کی ہوتی ہے۔ جس کا بچہ ابھی تازہ تازہ فوت ہو چکا ہو۔ اگر اب ہمارے اندر جوش نہیں۔ تو پھر وہ کب پیدا ہو گا۔ کیا اس ماں کی حالت زیادہ نازک ہوتی ہے۔ جس کا بچہ تازہ تازہ مر گیا ہو یا اس ماں کی حالت زیادہ نازک ہوتی ہے جسکا بچہ پچاس ساٹھ سال ہوئے مر گیا تھا۔

آج سے دو ہزار سال قبل ایک قوم کو اپنے مقدس مقامات سے ایسے ہی نکال دیا گیا تھا۔ ان کے دل پر جو اس کا اثر ہوا وہ نظارہ میں نے خود دیکھا ہے۔ اور میں اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ حالانکہ وہ میرے بھی دشمن ہیں اور میری قوم کے بھی دشمن ہیں۔ لیکن اس وقت جو ان پر گذر رہی تھی۔ اس کا مجھ پر اتنا اثر ہوا تھا۔ کہ اگر میرے بس کی بات ہوتی۔ تو میں ان کی ضرور دلجوئی کرتا۔ دوسرے دوستوں نے بھی جب میں نے ذکر کیا۔ تو انہوں نے بھی انہی جذبات کا اظہار کیا۔ وہ قوم یہودی ہے۔

یہودی قوم

کا اپنے مقامات مقدسہ پر قبضہ نہیں تھا وہ عبادت گھر جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے بنوایا تھا۔ ان سے عیسائیوں نے چھینا تھا۔ مسلمانوں نے جب یہ ممالک فتح کئے تو

کھلی ہوئی مکڑی سے ملیریا کا علاج

ایک مکڑی اور اسکا جال دونوں کو الگ کرنا مشکل ہے۔ مگر بہت سی مکڑیاں ایسی ہیں جنہیں اپنے شکار کے لئے جال بننے کی ضرورت نہیں ہوتی جیسے کہ تعلیس مکڑی جو کہ جنوبی افریقہ میں پائی جاتی اور جو کہ اپنی بڑی بڑی ٹانگوں سے چھوٹی چھوٹی مچھلیوں کو پکڑ لیتی ہے اسکی بڑی بڑی ٹانگوں سے شکار پکڑنے میں اسی سے کا کام کرتی ہے اپنے زہریلے ڈنگ سے یہ انہیں مار ڈالتی ہیں۔ اس مکڑی میں تعجب کی بات تعجب ہے کہ یہ پانی میں تیر نہیں سکتی۔ مگر اپنی پچھلی ٹانگوں کو کسی پتھر وغیرہ پر لپیٹ کر اپنی اگلی ٹانگیں پانی میں چھوڑ دیتی ہے اور جب کبھی کوئی مچھلی اسکی ٹانگوں کے پاس سے ہو کر گذرتی ہے۔ تب یہ اسکو فوراً بجلی کی طرح پکڑ لیتی ہے۔

شکاری مکڑی بھی اسی طرح اپنا شکار پکڑتی ہے۔ یہ پانی میں بہتے ہوئے پتوں پر اسطرح چپک جاتی ہے کہ معلوم بھی نہیں پڑتی۔ جب کوئی بہتا ہوا کیڑا اسکے نزدیک سے گزرتا ہے تو یہ پھرتی سے اپنے شکار کو پکڑ لیتی ہے اور فوراً ہی اسکے بدن میں اپنا زہریلا ڈنگ چبا دیتی ہے۔ پچھلے بیچ کے زمانے میں لوگوں کا خیال تھا اگر مکڑی کو تعویذ میں بند کر کے گلے میں لٹکایا جائے تو بخار دور ہو سکتا ہے۔

یونان کے مشہور حکیم ڈائس کوری ڈس کا کہنا تھا کہ پھلی ہوئی مکڑ یا ملیریا میں اکسیر کا کام کرتی ہیں اب بھی مشرقی ملکوں میں بھی اسبات کو کسی حد تک سچ مانتے ہیں مگر ہم لوگوں کو لیگ آف نیشن کے ملیریا کمیشن کی مہربانی سے معلوم ہوا ہے کہ اس بیماری سے بچنے کے لئے ملیریا کے موسم میں چھ گرین کونین روزانہ کھانا چاہیئے۔ اور بخار ہو جانے پر پندرہ سے بیس گرین کونین پانچ سے سات روز تک استعمال کرنی چاہیئے

بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ مکڑیوں سے بھی موسم کا پتہ لگتا ہے۔ جب کبھی خراب موسم آنے والا ہوتا ہے۔ جیسے بارش طوفان وغیرہ۔ مکڑیاں اپنے جالوں کے دھاگے بہت چھوٹے چھوٹے بنانے لگ جاتی ہیں۔ مگر موسم صاف ہونے سے اپنے جالوں کے دھاگے بہت لمبے لمبے بناتی ہیں برسات کے دنوں میں مکڑیاں بے سکت ہو جاتی ہیں۔ مگر جب کبھی برسات کے دنوں میں یہ اپنا جالا پردتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ تو سمجھنا چاہیئے کہ موسم اچھا ہونے والا ہے۔

مکڑیوں کے بارے میں ہم چاہے جو کچھ خیال کریں۔ مگر ہمیں کم سے کم ان کی چالاکی اور ہوشیاری کی تعریف ضرور کرنی پڑے گی کہ یہ کس خوبی سے اپنا جالا پردتی ہیں۔

انہوں نے مسیحیوں سے اُن کی عبادت گاہیں نہیں لیں۔ سلیمان کی عبادت گاہ کا یہ حصہ جس میں اب مسلمانوں کی مسجد ہے۔ خود مسیحیوں نے مسلمانوں کو دیدیا تھا۔ اور یہ واقعہ اسی طرح ہوا۔ کہ حضرت عمرؓ یروشلم میں معاہدہ کیلئے گئے تھے عیسائیوں نے آپ کو گرجے کے اندر جاکر نماز پڑھنے کی دعوت دی۔ مگر آپ نے فرمایا۔ کہ اگر میں نے گرجے کے اندر نماز پڑھی۔ تو مسلمان جب یہ دیکھیں گے کہ اُن کے خلیفہ نے اندر نماز پڑھی ہے۔ تو وہ اس پر قبضہ کر لیں گے۔ اس لئے میں وہاں نماز نہیں پڑھتا اور اس کے باہر نماز ادا کی اور یہ جگہ حضرت عمرؓ کی یادگار کے طور پر خود عیسائیوں نے مسلمانوں کو دیدی جہاں مسجد بنائی گئی اس جگہ کی ایک دیوار حضرت سلیمان کے زمانہ کی بنی ہوئی بتائی جاتی ہے اور اب تک قائم ہے۔ انگریزی قبضہ پر یہودیوں کو اس دیوار کے ساتھ کھڑے ہو کر دعا کرنے کی اجازت دی گئی ہے ممکن ہے ترکوں کے وقت میں بھی ایسی اجازت ہو۔ بہرحال یہودی شام کو اس جگہ جاکر روتے اور دعائیں کرتے ہیں اور اسے رونے والی دیوار کہا جاتا ہے۔ حضرت سلیمان کی بنائی ہوئی یہ دیوار حضرت عیسیٰؑ کے بعد بعثت نبوی سے پہلے یہود سے لی گئی تھی گویا اس پر کوئی سترہ سو سال گذر گئے ہیں۔ ان ۱۷۰۰ سو سال میں یہودی اپنے باپ دادوں کا نام بھی بھول گئے ہوں گے۔ مگر وہ ابھی اس دیوار کی زیارت کیلئے جاتے ہیں میں نے خود یہ نظارہ دیکھا ہے۔ دل جلنے والے بڑھے جوان مرد عورت اسطرح روتے ہیں کہ بہت ہی کم عورتیں اپنے اکلوتے بچہ کے مرجانے پر ایسا کرتی ہونگی۔ (باقی بر صفحہ ۸)

کراچی کا مال

کریانہ۔ کپڑا۔ غلہ اور منیاری یا کراچی سے کوئی مال جو آپ کو منگانا ہو۔ وہ آپ ہماری معرفت منگائیں

دیانتداری

ہمارا بنیادی اصول ہے

مختلف اشیاء کے نرخ ایک کارڈ کے آنے پر ارسال کئے جاسکتے ہیں

آپ کی رہائش کا بھی معقول انتظام کر دیا گیا ہے

تشریف لائیں۔ اور ہماری معرفت فائدہ اُٹھائیں

چوہدری عزیز الدین اینڈ سنز کمیشن ایجنٹ
اکبر علی حسن علی بلڈنگ کھوری گارڈن کراچی

درخواست دعا

میری لڑکی عزیزہ ذکیہ بیگم بعارضہ بخار دو ماہ سے بیمار ہے۔ احباب کرام سے درخواست ہے۔ کہ اُن کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں نیز ملاں رحمت علی صاحب احمدی جو ضلع فیروز پور میں ملازم تھے۔ فسادات کی وجہ سے لاپتہ ہیں جہاں کہیں ہوں ہمیں اس پتہ پر جلد از جلد اطلاع دیں۔ رسائرہ بیگم بیوہ محمد … مرحوم بھاکا بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ

صداقت احمدیت کے متعلق

تمام جہان کو چیلنج معہ ۱۵۰۰ روپیہ کے انعامات اُردو یا انگریزی میں کارڈ آنے پر مفت

عبد اللہ دین سکندر آباد (دکن)

ضرورت

دواخانہ نور الدینؓ کیلئے چند محنتی اور دیانتدار کارکنوں کی ضرورت ہے۔ تنخواہ حسب لیاقت دی جائے گی

دواخانہ نور الدینؓ جودھامل بلڈنگ لاہور

بے حد مفید رہا دس تولہ اور بھیجئے

جناب محمد رفیق خان صاحب موضع مارٹی پورہ سے لکھتے ہیں کہ آپ کا موتی سرمہ بیحد مفید رہا جس نے بھی استعمال کیا گرویدہ ہو گیا۔ براہ کرم بدیں خط ہذا دس تولہ اور بھیجکر شکریہ کا موقعہ دیجئے۔

دنیا مان گئی ہے کہ ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ شبکوری۔ ابتدائی موتیا بند۔ غرضیکہ موتی سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھتے وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پاتے ہیں قیمت فی تولہ چار روپے محصولڈاک ۱۳ر علاوہ۔ پانچ تولہ پر بھی اتنا ہی محصولڈاک خرچ آئے گا۔

ملنے کا پتہ: مینیجر نور فارمیسی ۴۔ کورٹ اسٹریٹ لاہور

بندوقیں اور کارتوس

امریکن ایک نالی ریپیکٹر ۱۲ بور ۱۹۰ روپے مجھ سے خرید فرمائیں۔ اس کے علاوہ ہر قسم کی ایک اور دو نالی بندوقیں۔ انگلش بلجیم اور امریکن موجود ہیں۔ نیز ہوائی بندوقیں اور ان کے رنگ ہتھوک و پرچون بارعایت خرید فرماویں۔ اسلحہ کی ہر قسم کی مرمت کا بہترین انتظام ہے

مجید اینڈ کمپنی رجسٹرڈ (آف قادیان) نیلا گنبد لاہور

چیف کمرشل مینیجر صاحب بہادر

این ڈبلیو ریلوے کی تصدیق: آپ کے سرمہ جواہر والا اور ٹھنڈا سرمہ کے استعمال سے پہلے ہی روز حیرت انگیز فائدہ ہوا۔ ٹھنڈا سرمہ دو روپے شیشی اور جواہر والا تین ماشہ شیشی دو روپے آٹھ آنے چھ ماشہ پانچ روپے

طبیہ عجائب گھر ۴۸۹ لاہور

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی:

بعدالت جناب مرزا عبد اللہ جان سب جج صاحب بہادر درجہ اول پشاور

مقدمہ

سماۃ نسیم بیگم بنت … زوجہ دین محمد پناہ گزین سکنہ حال پشاور صدر محلہ قاضی خیلاں۔ سائیلہ

بنام:۔ دین محمد وغیرہ مسئول الیہم

دعویٰ فسخ نکاح مدعیہ ہمراہ مدعا علیہ ع ۱

اشتہار بنام دین محمد ولد عزیز الدین سکنہ محلہ اسلامیہ پارک لاہور۔ مسئول الیہ

مقدمہ بالا عنوان میں کئی دفعہ نوٹس طلبی بنام مسئول الیہ عدالت ہذا سے جاری ہو چکے ہیں۔ مگر مسئول مذکور دیر موں طریقہ سے تعمیل ہونی مشکل ہے۔ اس لئے بذریعہ اشتہار ہذا مسئول الیہ مذکورہ بالا کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ وہ مورخہ ۹/۲۸ ۴ کو اصالتاً و وکالتاً یا مختار ثاً حاضر عدالت ہذا ہو کر جوابدہی مقدمہ کرے۔ ورنہ بصورت عدم حاضری اس کے برخلاف یکطرفہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

آج مورخہ ۹/۲۸ ۸ کو میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری ہوا۔

دستخط حاکم — مہر عدالت

طاقت کی گولی (رجسٹرڈ)

ناطاقتی۔ پٹھوں کی کمزوری دُور کر کے شاہ زور اور طاقتور بنا کر صاحب اولاد بنا دیتی ہے۔ پانچ روپے

سرمہ نور (رجسٹرڈ)

قادیان کا قدیمی مشہور عالم اور بے نظیر تحفہ

حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کا مُبارک نسخہ

اطباء۔ ڈاکٹر۔ رؤسا۔ اُمراء اور بڑی بڑی بزرگ ہستیوں کو گرویدہ اور گاہکوں کو مجسم اشتہار بنا رہا ہے

تمام امراض چشم کا یقینی علاج ہے

سیلان الرحم

مستورات کے سیلان اور اُن کی مخصوص کمزوری کا شرطیہ علاج۔ قیمت پانچ روپے

روغن عنبری

بیرونی مالش سے بے حس پٹھے طاقتور ہو جاتے ہیں۔ قیمت دو روپے

حب اکسیر

کثرتِ احتلام و سیلان کو دُور کر کے طاقت کو دوبارہ پیدا کرتی ہے۔ قیمت چار روپے

اکسیر اٹھرا

حمل گر جاتا ہو یا بچے پیدا ہو کر مر جاتے ہوں اس کا استعمال از حد مفید ہے۔ قیمت مکمل خوراک ۱۰ روپے

ادویات ملنے کا پتہ: شفاخانہ رفیق حیات ۸/۱۳۱-۱۰۷ سرائے بھابڑیاں سیالکوٹ

از ...

میں نے وہاں اسّی سال کے ایک بڈھے کو دیکھا۔ اُس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا وہ ہاتھ پھیلا کر اُس دیوار کے ساتھ چمٹ گیا۔ اور وہ چیخیں مار مار کر روتا اور دعا کرتا تھا کہ اے اللہ اب تو تو ہمارے مقدس مقامات ہمیں دیدے۔ بعض دفعہ وہ ضعف کی وجہ سے گر جاتا تھا لیکن پھر دیوار کے ساتھ چمٹ جاتا اسی طرح میں نے ایک ۱۸ سال کے قریب عمر کی ایک نوجوان عورت کو دیکھا۔ جو اچھی خوش شکل تھی۔ اور لباس سے آسودہ حال معلوم ہوتی تھی۔ شکل و لباس سے معلوم ہوتا تھا کہ بہت مقبول ہوگی کئی نوجوان اُس پر جان دیتے ہوں گے۔ لیکن وہ سوشل عورت ہوتے ہوئے جیسا کہ اُس کے فیشن ایبل لباس سے پتہ چلتا تھا۔ اپنی زبان نکال کر دیوار کے ایک سوراخ میں ڈالتی۔ اور اُسے چاٹتی اور چیخیں مار مار کر کہتی اے رب یہ جگہ پھر ہمارے پاس لوٹا دے یہ نظارہ دیکھ کر میں بہت متاثر ہوا۔ اور اگر میرے بس میں ہوتا۔ تو میں ضرور اُن کی دلجوئی کرتا۔ دوسرے دن وہاں کے ہائی کمشنر نے میری دعوت کی۔ اس نے پوچھا کہ کیا آپ پر یہاں کی کسی چیز نے خاص اثر کیا ہے میں نے اُسے اس نظارہ کے متعلق بتایا کہ اگرچہ میں اس قوم کے خلاف ہوں۔ وہ میری اور میری قوم کی دشمن ہے۔ لیکن اگر میرے بس میں ہوتا تو میں ان کی مدد کے لئے پوری کوشش کرتا۔ وہاں کے ہائی کمشنر اُس وقت چھٹی پر تھے یہ اُن کے قائمقام تھے اور عرب کے بہت خیر خواہ تھے۔ ان کا نام سر گلبرٹ کلیٹن تھا۔ بڑے سمجھدار آدمی تھے۔ اور عربوں کا بہت خیال رکھتے تھے آپ نے کہا آپ یہ جانتے ہیں کہ میں عربوں کا خیر خواہ ہوں ان کا مخالف نہیں۔ میری بیوی ایک دفعہ اس جگہ کو دیکھنے گئی۔ اور اُس نے یہ نظارہ دیکھا تو اُس پر ... اس کا اتنا اثر ہوا کہ وہ بیتاب ہو گئی۔ اور مجھے کہنے لگی کلیٹن اگر کچھ ہو سکتا ہے تو اس قوم کے لئے ضرور کوشش کرو۔ غرض عیسائیوں کی بادشاہت کو ۱۷۰۰ سترہ سو سال ہو گئے ہیں۔ مگر یہودی اب بھی وہاں جا کر روتے ہیں ہمارے تو زخم ابھی تازہ ہیں۔

مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض دوست اس واقعہ کو بھول گئے ہیں۔ اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ اگر

قادیان ہمارے ہاتھ سے چلا گیا

تو کیا ہوا۔ جو قومیں ایسا کرتی ہیں وہ بیحیائی کا اظہار کرتی ہیں۔ ہمارے سامنے یہ سوال نہیں کہ ہم حاکم نہیں ہیں۔ ہم بادشاہ نہیں ہیں کہ ہم براہ راست اس جگہ کو واپس لے سکیں۔ مگر ہم اس کا ارادہ تو کر سکتے ہیں۔ نیت تو رکھ سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ چاہے تو وہ ہمیں قادیان کل کی بجائے آج ہی دیدے میرا ایمان کہتا ہے کہ خواہ اس پر کتنا عرصہ ہی کیوں نہ گزر جائے ہمنے آخر قادیان ضرور لینا ہے

جس احمدی کے اندر یہ جذبہ نہیں۔ جس احمدی کے اندر یہ جوش نہیں۔ وہ یقیناً بے ایمان ہے اور کفر اور بے ایمانی کی مہر اُس کے دل پر لگ چکی ہے۔ غرض تمہارے لئے یہ خاص طور پر

دُعاؤں کا موقعہ

ہے۔ یہی مہینہ تھا۔ جب قادیان کے انڈین یونین میں شامل ہونے کا اعلان کیا گیا تھا۔ رمضان کی تیسویں ۳۰ رات کو یہ اعلان ہوا تھا۔ اور آج سے بیس دن بعد اس وقوعہ پر سال گزر جائیگا۔ اور ڈیڑھ ماہ تک ہم میں سے ہزاروں ہزار ایسے احمدی ہوں گے جن کو قادیان چھوڑے پورا سال ہو جائیگا۔

ہمارے اندر اگر ایمان ہے ہمارے اندر اگر غیرت پائی جاتی ہے۔ تو ہمیں یہ عزم کر لینا چاہیئے۔ کہ ہم نے قادیان کو واپس لینا ہے خواہ صلح سے خواہ جنگ سے۔ طاقت ہونے یا نہ ہونے کا تو سوال ہی نہیں۔ کس کو پتہ ہے کہ کل ہمارے پاس طاقت نہیں ہوگی۔ کیا عیسیٰ علیہ السلام کے پاس طاقت تھی۔ کہ آج ان کی قوم ساری دُنیا پر حکومت کر رہی ہے کیا ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس طاقت تھی۔ لیکن آج کروڑوں آپ کے ماننے والے پائے جاتے ہیں۔ اور سینکڑوں سال تک آپ کی قوم نے حکومت کی ہے۔ بس اس وقت خواہ ہم کتنے ہی کمزور ہوں۔ ہم نے ذفت آنے پر

قادیان ضرور واپس لینا ہے

یا تو حکومت محبت اور پیار سے ہمارا قادیان ہمارے حوالے کر دیگی۔ جیسے ہم نے بار بار اُس سے کہا ہے کہ اس علاقہ میں رہنے والے احمدی تمہاری حکومت کے مطیع اور فرمانبردار بنکر رہینگے لیکن اگر اُس نے ایسا نہ کیا۔ تو ہماری جماعت پر فرض ہے خواہ وہ امریکہ میں بستی ہو یا انگلستان میں یا جرمن میں یا سوئٹزرلینڈ میں افریقہ میں یا انڈونیشیا میں پاکستان میں یا عرب میں (سوائے اُن لوگوں کے جو ہندوستان یونین کے باشندے ہیں کہ ان پر ہندوستان یونین کی فرمانبرداری فرض ہے) کہ وہ ہر جائز اور ممکن ذریعہ سے قادیان واپس لینے کی کوشش کرے اور اگر وہ صلح سے نہ ملے تو جب اُسے طاقت ملے طاقت کے زور سے اس مقام کو حاصل کرے۔ جو شخص صلح کے ہاتھ کو رد کرتا ہے۔ وہ خود تلوار کا راستہ کھولتا ہے اور سب الزام اس پر ہے اگر تم میں یہ جذبہ نہیں تو تم بے ایمان ہو۔ بے ایمان ہونے کی صورت میں ہی زندہ رہو گے اور بے ایمانی میں ہی مرو گے۔

* پاکستانی عوام سے دلی ہمدردی رکھتے ہیں اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ پاکستان اُنکے نقش قدم پر چلے اور اس کام کو جاری رکھے جس کیلئے انہوں نے اپنی زندگی قربان کر دی۔"

دیگر اسلامی ممالک کیطرف سے بھی ہمدردی کے پیغامات موصول ہوئے ہیں

قائدِ اعظم محمد علی جناح سپردِ خاک کر دیئے گئے

چھ لاکھ افراد نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی

۲۵ دسمبر ۱۸۷۶ء بروز اتوار کو کراچی میں جنم پانے والے مسلمانوں کے رہنما بانیٔ پاکستان ... قائدِ اعظم محمد علی جناح کے جسدِ خاکی کو اتوار ۱۹۴۸ء کی شام کو ۶ بجے کراچی ہی کی ایک مجوزہ جامع مسجد کے احاطے میں سپردِ خاک کر دیا گیا (منھا خلقناکم وفیھا نعیدکم ومنھا نخرجکم تارۃً اُخریٰ)

آپ کی نمازِ جنازہ میں چھ لاکھ افراد نے شرکت کی۔ آپ کی ہمشیرہ محترمہ فاطمہ جناح اور صاحبزادی نوُبل وادیا بھی شریک نماز تھیں۔ جنازے کے جلوس کے ساتھ ساتھ پاکستانی کابینہ کے ارکان اور دیگر بیرونی ممالک کے سفارتی نمائندے بھی ملول و مغموم چل رہے تھے۔

قائدِ اعظم کا جسدِ خاکی صبح ۱۱ بجے گورنر جنرل ہاؤس کے برآمدے میں رکھ دیا گیا۔ گیارہ بجے سے دو بجے تک ہزارہا لوگ اپنے محبوب قائد کے آخری دیدار سے مشرف ہو چکے تھے۔ دو بجے آپ کے جنازے کو اٹھا کر کوٹھی کے بڑے کمرے میں رکھ دیا گیا جہاں سفارتی نمائندوں نے آپ کو آخری بار خراجِ عقیدت پیش کیا۔

قائدِ اعظم کی نعش سفید کفن میں لپٹی ہوئی تھی۔ جسے آبِ زم زم سے دھویا گیا تھا۔ تین بجے نعش تدفین کے لئے تیار کی گئی۔ پاکستان کے وزیرِ اعظم مسٹر لیاقت علیخاں اور وزیرِ خارجہ سر محمد ظفر اللہ خان و دیگر وزراء جنازہ کو اٹھا کر بڑے کمرے سے باہر لے آئے۔

جنازے کا جلوس تین بجے گورنر جنرل ہاؤس سے شروع ہوا۔ نعش ایک توپ گاڑی پر رکھی ہوئی تھی۔ جسے بحری فوج کے نوجوان کھینچ رہے تھے جلوس کے آگے آگے تین موٹر سائیکل سوار افسر تھے اُنکے پولیس۔ بحری۔ بری اور ہوائی فوج کے دستے تھے۔ اور اُن کے پیچھے گورنر جنرل کے باڈی گارڈ گھوڑوں پر سوار تھے۔ باڈی گارڈوں کے پیچھے دو اور موٹر سائیکل سوار افسر تھے۔ جن کے پیچھے چار معزز شہری ماتمی جھنڈے اٹھائے آرہے تھے اُن کے پیچھے توپ گاڑی تھی۔ جس پر قائدِ اعظم کا جسدِ خاکی رکھا ہوا تھا۔ گاڑی کے دونوں طرف اعلیٰ فوجی افسر تھے۔ جن کے پیچھے پاکستانی کابینہ کے ارکان ملول و مغموم سر جھکائے چل رہے تھے۔

جنازے کا یہ جلوس الفنسٹن اسٹریٹ گارڈن روڈ۔ اور جناح روڈ سے گزرتا ہوا نمائش کے میدان میں پہنچا۔ راستوں کے دونوں طرف پولیس بحری۔ بری اور ہوائی فوج کے نوجوان قطار باندھے کھڑے تھے۔ مکانوں پر عورتوں بچوں اور مردوں کا ہجوم تھا۔ جو اپنے محبوب قائد کے آخری دیدار کیلئے جمع تھے۔

لوگوں نے انتہائی ضبط سے کارکنوں کی ہدایات کے مطابق عمل کیا جونہی قائدِ اعظم کا جنازہ ہجوم کو دکھائی دیا۔ لوگوں نے اللہ اکبر۔ قائدِ اعظم زندہ باد اور پاکستان زندہ باد کے نعرے لگائے جلوس کے گرد لوگ ادعیہ مسنونہ اور کلامِ پاک کی تلاوت کر رہے تھے۔

نمائش کے میدان میں چھ لاکھ افراد نے نمازِ جنازہ ادا کی۔ نمازِ جنازہ کے بعد مولانا شبیر احمد عثمانی نے ایک تقریر کی۔ نمائش کے میدان میں جنازہ پہنچنے پر پاکستانی فضائیہ کے چھ ہوائی جہازوں نے سلامی دی اور پھول برسائے۔ قریباً ساڑھے چھ بجے قائدِ اعظم کے جسدِ خاکی کو اشکبار آنکھوں کے دیکھتے دیکھتے لرزتے کانپتے ہاتھوں سے سپردِ خاک کر دیا گیا۔

مصر کے مدار المہام کیطرف سے قائدِ اعظم کو خراجِ عقیدت

کراچی ۱۴ ستمبر مصر کے ناظم امور الحسینی الخطیب نے قائدِ اعظم کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے اسٹار کے نامہ نگار سے کہا کہ میں نے محبوب قائدِ اعظم کی وفات کی اندوہناک خبر انتہائی افسوس کیساتھ سُنی تاریخ کی اس بڑی شخصیت کا گذر جانا نہ صرف پاکستان بلکہ تمام دُنیائے اسلام کا عظیم ترین نقصان ہے وہ ایک بڑے رہنما تھے۔ اور اُنکی وفات ایسے وقت واقع ہوئی جبکہ قوم کو ان کی خدمات کی سخت ضرورت تھی۔ اگرچہ جسمانی طور پر وہ ہم میں موجود نہ ہوں گے لیکن ان کی رُوح زندہ رہیگی۔ اور اُنکے اعلیٰ نظریات ہماری رہنمائی کرتے رہینگے۔ اور ہم اُنہیں ایک عظیم قوم کے قائد کی حیثیت سے ہمیشہ یاد رکھینگے۔ مصر کی حکومت اور عوام حکومت پاکستان اور *